فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا

الدين النصيحة

(قسط اول)

از

ابو شہریار

۲۰۲۰

www.islamic-belief.net

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: قُلْتُ لِسُهَيْلٍ: إِنَّ عَمْرًا حَدَّثَنَا عَنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِيكَ، قَالَ: وَرَجَوْتُ أَنْ يُسْقِطَ عَنِّي رَجُلًا، قَالَ: فَقَالَ: سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي سَمِعَهُ مِنْهُ أَبِي كَانَ صَدِيقًا لَهُ بِالشَّامِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «الدِّينُ النَّصِيحَةُ» قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: **لِلَّهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ** (صحیح مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: بلاشبہ دین نصیحت ہے ، ہم نے عرض کیا: کس کے لیے، اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب (قرآن) کے لیے، اس کے رسول (محمد) کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اورعام مسلمانوں کے لیے

فہرست

باب ۱: اسلام اور ایمان کا فرق 5

ایمان دو مسجدوں کے درمیان آئے گا 9

باب ۲: کیا امت محمد شرک سے پاک ہے؟ 15

حدیث حوض 17

باب ۳ : رسول اللہ مشرک کی شفاعت کریں گے 21

باب ۴ : اتمام حجت کون کرے گا؟ 23

حجت کیا ہے؟ 25

باب ۵ : فہم الحجۃ کی شرط 32

لاعلمی میں کفر پر کفر کا فتویٰ نہیں لگے گا؟ 34

کتاب اللہ غائب ہو جائے گی؟ 37

پیش لفظ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بلاشبہ دین نصیحت ہے، ہم نے عرض کیا: کس کے لیے، اللہ کے رسول؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لیے، اس کی کتاب (قرآن) کے لیے، اس کے رسول (محمد) کے لیے، مسلمانوں کے امیروں اور عام مسلمانوں کے لیے

یعنی نصیحت کی جائے گی اللہ تعالی کا خوف پیدا کرنے کے لئے- اس کے رسول کی اتباع کا حکم کیا جائے گا- اللہ تعالی کی کتاب کی طرف بلایا جائے گا- یہ نصیحت مسلمانوں کے امیروں کو کی جائے گی اور عام مسلمان کو سمجھایا جائے گا- یہ دین کا مقصد ہے–

دین اسلام دنیا کے باقی ادیان سے الگ ہے- یہ نصرانیت نہیں ہے جس کو اللہ تعالی نے باوجود ابراہیم سے تعلق کے کفر قرار دیا ہے- اسلام، یہودیت بھی نہیں ہے جس میں توریت پر عمل پیرا یہود کو کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کتاب اللہ کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے- اس طرح ابراہیم علیہ السلام سے تعلق کے باوجود یہ مذاھب صحیح راستے پر نہیں تھے- متبعین احبار و رہبان جہنم کی نذر ہو رہے تھے باوجود یہ کہ سخت ریاضت کرنے والے اور درس کتاب وسنت موسی و عیسیٰ بیان کرنے والے تھے

اس کتاب میں ان تلبسات کا ذکر ہے جو دعوت الی اللہ کے حوالے سے اسلامی فرقوں نے ایجاد کی ہیں- فرقوں کے نزدیک مشرک کی شفاعت ممکن ہے، لا علمی میں کفر کرنے والا کافر نہیں، انسانیت کے وہ لوگ جو عجمی ہیں ان پر اتمام حجت نہیں ہوا کیونکہ ان کو عربی نہیں آتی وغیرہ

ان تلبیسات پر بحث اس کتاب میں کی گئی ہے–

ابو شہریار

۲۰۲۰

باب ۱ : اسلام اور ایمان کا فرق

اس باب میں اسلام اور ایمان پر بحث کی گئی ہے

اللہ تعالی نے کہا

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ

بدو کہتے ہیں ہم ایمان لائے ۔ کہو تم ایمان نہیں لائے بلکہ مسلمان ہوئے ۔ ایمان تمھارے دل میں داخل نہیں ہوا

اللہ تعالی نے خود اسلام کو ایمان سے الگ کیا ہے لہٰذا معلوم ہوا کہ مومن وہ ہے جو مسلمان بھی ہو یعنی قلبی و ظاہری مسلم ہو۔ بعض لوگ صرف ظاہری مسلم ہوئے تھے ان کو اللہ تعالی نے مومن سے الگ کیا ہے۔ مسلمان ہونا یعنی اللہ کو رب ماننے کا اقرار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے کا "ظاہری" اقرار ہے اور پانچ ارکان پر عمل ہے۔

ایمان کا مطلب اللہ کو رب ماننے کا اقرار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول ماننے کا " قلبی " اقرار ہے اور اس سے بھی زائد ہے سورہ بقرہ میں ہے

لَّيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَاٰتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا ۖ وَالصَّابِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ ۗ اُولٰٓئِكَ الَّـذِيْنَ صَدَقُوْا ۖ وَاُولٰٓئِكَ هُـمُ الْمُتَّقُوْنَ **(177)**

یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ نیکی تو یہ ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر، اور اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سوال کرنے والوں کو اور گردنوں کے چھڑانے میں مال دے، اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے، اور جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے والے ہیں جب وہ عہد کرلیں، اورتنگدستی میں اور بیماری میں اور لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

صحیح بخاری کی حدیث ہے

اسماعیل بن ابراہیم (ابن علیہ) نے ابو حیان سے، انہوں نے ابوزرعہ بن عمرو بن جریر سے اور انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، کہا: رسول اللہ ایک دن لوگوں کے سامنے (تشریف فرما) تھے، ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا:

اے اللہ کے رسول! ایمان کیا ہے؟

آپ نے فرمایا:

”تم اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتاب، (قیامت کے روز) اس سے ملاقات (اس کے سامنے حاضری) اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور آخری (بار زندہ ہو کر) اٹھنے پر (بھی) ایمان لے آؤ۔“

اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! اسلام کیا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، لکھی (فرض کی) گئی نمازوں کی پابندی کرو، فرض کی گئی زکاۃ ادا کرو۔ اور رمضان کے روزے رکھو۔

اس حدیث میں اسلام کی تعریف بتائی گی ہے کہ اسلام کیا ہے-معاشرت میں ہے کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں ہے ہے

توحید کا اقرار رسول اللہ کا اقرار،

نماز

روزہ

حج

زکواہ

یہ مسلم کی تعریف ہے

جب تک لوگ اللہ کو الہ کہیں اور محمد کو رسول اللہ ان پر مسلم کا اطلاق ہو گا

اسلام اس دین کا ظاہر ہے- دین کا ایک باطن ہے یعنی ایمان جو قلب کی کیفیت کا نام ہے - جب لوگ ارکان کو کریں گے تو مسلم ہوں گے لیکن اگر ایمان کو نہ پہنچیں گے تو اللہ کے ہاں مشرک و کافر ہیں مومن نہیں ہیں- ہم ظاہر کو دیکھیں گے (یعنی ارکان کو) تو ان سب پر مسلم کا ہی اطلاق کریں گے اور نصیحت کریں گے کہ یہ کفر کر رہے ہو یہ شرک ہے—اور یہ طاغوت ہیں ان کا کفر کرو-ایمان کا تعلق باطن سے ہے—اس کو ہم نہیں دیکھ سکتے اس کا فیصلہ تو صرف اللہ تعالی ہی کر سکتے ہیں- قوم محمد میں یا امت محمد میں شرک ہو رہا ہے اس کو اس حالت کے ساتھ روز محشر بھی امت محمد ہی کہا جائے گا

راقم کہتا ہے موجودہ فرقے ارکان عبادت پر عمل کرتے ہی لیکن انکی توحید میں خلل واقع ہو چکا ہے —اللہ کو حاکم اعلی ماننے کے باوجود یہ قبر پرستی، اولیاء پرستی، پیر پرستی، تعویذ، وسیلہ کے شرک میں مبتلا ہیں- جس طرح یہود کو امت موسی اور نصرانیوں کو امت عیسیٰ کہا جاتا ہے اسی طرح اس امت کو بھی امت محمد ہی کہا جائے گا ملت اسلامیہ کہا جائے گا لیکن مومن نہیں- اس کا ذکر حدیث میں ہے کہ میری امت کو میرے سامنے لایا جائے گا یہاں تک کہ ان میں بعض کو جہنم کی طرف فرشتے لے جائیں گے میں کہوں گا

.... یہ میرے اصحاب ہیں یا امتی ہیں

قرآن میں ہے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَافَّةً وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۚ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ

اے ایمان والوں اسلام میں پورے داخل ہو جاو، شیطان کی چاپ پر مت چلو وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

اسی طرح قرآن میں ہے کہ

وَوَصَّىٰ بِهَا إِبْرَاهِيمُ بَنِيهِ وَيَعْقُوبُ يَا بَنِيَّ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ لَكُمُ الدِّينَ فَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ

اور اسی کی وصیت کی ابراہیم نے بیٹوں کو اور یعقوب کو – اے بچوں بے شک اللہ نے تمہارے لئے دین منتخب کر لیا ہے پس تم مرو تو اس حال میں کہ مسلم ہو

یہ ان سے کہا جا رہا ہے جو مسلم اور مومن بن چکے ہیں- دوسری طرف قرآن ہی میں ہے

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ

بدو کہتے ہیں ہم ایمان لائے کہو تم ایمان نہیں لائے تم مسلم ہوئے – ایمان تو دل میں داخل نہ ہوا

جو قرآن پڑھیں اور حلق سے نیچے نہ جائے گا وہ امت مسلمہ کے ہی لوگ ہیں یا نہیں؟ حدیث میں ان کو مشرک مکہ نہیں امت مسلمہ میں سے قرار دیا گیا ہے- حدیث میں ہے کہ میری امت ۷۲ فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی سوائے ایک کے باقی تمام فرقے صحیح عقیدے پر نہیں ہوں گے لیکن اس کے باوجود ان کو امت کہا گیا ہے- اس لئے ان امتیوں کو تکفیر کرنا اصلاح عقائد کی نیت سے ہے جیسے حدیث میں ہے کہ دین نصیحت ہے

صحیح بخاری حدیث نمبر: 2641 میں ہے

حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُتْبَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: "إِنَّ أُنَاسًا كَانُوا يُؤْخَذُونَ بِالْوَحْيِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ، وَإِنَّمَا نَأْخُذُكُمُ الْآنَ بِمَا ظَهَرَ لَنَا مِنْ أَعْمَالِكُمْ، فَمَنْ أَظْهَرَ

لَنَا خَيْرًا أَمِنَّاهُ وَقَرَّبْنَاهُ وَلَيْسَ إِلَيْنَا مِنْ سَرِيرَتِهِ شَيْءٌ اللَّهُ يُحَاسِبُهُ فِي سَرِيرَتِهِ، وَمَنْ أَظْهَرَ لَنَا سُوءًا لَمْ نَأْمَنْهُ وَلَمْ نُصَدِّقْهُ، وَإِنْ قَالَ إِنَّ سَرِيرَتَهُ حَسَنَةٌ".

ہم سے حکم بن نافع نے بیان کیا، کہا ہم کو شعیب نے خبر دی زہری سے، کہا کہ مجھ سے حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے بیان کیا، ان سے عبداللہ بن عتبہ نے اور انہوں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سنا۔ آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگوں کا وحی کے ذریعہ مواخذہ ہو جاتا تھا۔ لیکن اب وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا اور ہم صرف انہیں امور میں مواخذہ کریں گے جو تمہارے عمل سے ہمارے سامنے ظاہر ہوں گے۔ اس لیے جو کوئی ظاہر میں ہمارے سامنے خیر کرے گا، ہم اسے امن دیں گے اور اپنے قریب رکھیں گے۔ اس کے باطن سے ہمیں کوئی سروکار نہ ہو گا۔ اس کا حساب تو اللہ تعالیٰ کرے گا اور جو کوئی ہمارے سامنے ظاہر میں برائی کرے گا تو ہم بھی اسے امن نہیں دیں گے اور نہ ہم اس کی تصدیق کریں گے خواہ وہ یہی کہتا رہے کہ اس کا باطن اچھا ہے۔

دین کے ظاہری عمل کو دیکھ کر فیصلہ ہو گا کہ کیا اس کا دل بدل گیا ہے؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نوٹ کیا کہ بعض قبائل نے ہمارے حکام کو زکواۃ نہیں دی، چنانچہ انہوں نے ان کلمہ گو مسلمانوں کو مسلمان ماننے سے بھی انکار کر دیا— حکم دیا گیا کہ قبائل کے سرداروں کو گرفتار کر کے مدینہ میں میرے پاس پیش کیا جائے۔ اس دوران کوئی قتال کرنے کھڑا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے— لہٰذا یہ سب کیا گیا اور قبائل کے سردار توبہ کرنے لگے۔ ان کا رجوع قبول کیا گیا۔ اغلباً پیش نظر سورہ توبہ کی آیت رہی ہو گی کہ جو پلٹ کر نماز قائم کرے اور زکواۃ دیں تو دینی بھائی ہیں۔

ایمان دو مسجدوں کے درمیان آئے گا

امت مسلمہ تو رہے گی لیکن حدیث نبوی میں ہے کہ ایمان سانپ کی طرح پلٹے گا اور دو مسجدوں کے درمیان آئے گا یعنی مسلمان دنیا میں مشغول ہو جائیں گے، عبادت رسم بن جائے گی، شرک پھیل جائے گا، ایمان والے کم ہو جائیں گے۔ مسند احمد میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي شَيْبَةَ، قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ: وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِنَ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ الْإِسْلَامَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ (1) ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ "، قِيلَ: وَمَنِ الْغُرَبَاءُ؟ قَالَ: " النُّزَّاعُ مِنَ الْقَبَائِلِ

عَبْدِ اللّٰہِ نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اجنبت میں شروع ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا پس خوش خبری ہوا جنبیوں کے لئے – کہا گیا اجنبی کون ؟ فرمایا قبائل کا فساد

شعیب الأرنؤوط کے نزدیک سند مسلم کی شرط پر صحیح ہے

مسند ابو یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ، أَنَّ أَبَا حَازِمٍ، حَدَّثَهُ، عَنِ ابْنِ لِسَعْدٍ، قَالَ، سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «إِنَّ الْإِيمَانَ بَدَأَ غَرِيبًا، وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ يَوْمَئِذٍ إِذَا فَسَدَ النَّاسُ، وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَيَأْرِزَنَّ الْإِسْلَامُ بَيْنَ هَذَيْنِ الْمَسْجِدَيْنِ كَمَا تَأْرِزُ الْحَيَّةُ فِي جُحْرِهَا»

سعد بن ابی وقاص نے کہا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا ایمان اجنبیت میں شروع ہوا اور ایسا ہی ہو جائے گا پس خوشخبری ہو اجنبی کے لئے اس روز لوگوں میں فساد ہو گا اور وہ جس کے ہاتھ میں ابو قاسم کی جان ہے ایمان سانپ کی طرح دو مسجدوں کے درمیان سرکے گا جیسے سانپ بل میں جاتا ہے

حسین سلیم إسد نے اس کو صحیح قرار دیا ہے

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ المُنْذِرِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: «إِنَّ الإِيمَانَ لَيَأْرِزُ إِلَى المَدِينَةِ كَمَا تَأْرِزُ الحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا»

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، نے کہا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، نے فرمایا ایمان مدینہ کی طرف سرکے گا جیسے سانپ اپنے بل کی طرف آتا ہے

اس روایت کے متن میں یہ ہے کہ

ایمان مسجدوں کے درمیان کہا گیا ہے مسجد النبی اور مسجد الحرام میں قرار نہیں دیا گیا

ایمان مدینہ میں کہا گیا ہے مسجد النبی کو اس سے نکال دیا گیا ہے

یہ سب عرب میں قبائل کے فساد کے وقت ہو گا

بعض کے نزدیک روایت کا حصہ جس میں ہے کہ ایمان مدینہ میں آئے گا یہ حدیث پوری ہوئی

عمدة القاری شرح صحیح البخاری میں بدر الدین العینی (المتوفی: 855ھـ) نے کہا

قلت: هَذَا إِنَّمَا كَانَ فِي زمن النَّبِي، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم، وَالْخُلَفَاء الرَّاشِدين إِلَى انْقِضَاء الْقُرُون الثَّلَاثَة، وَهِي تسعون سنة، وَأما بعد ذَلِك فقد تَغَيَّرت الْأَحْوَال وَكَثُرت الْبدع خُصُوصا فِي زَمَاننَا هَذَا على مَا لَا يخفى.

یہ بات دور نبوی کی تھی اور خلفاء راشدین سے تین قرون پورے ہونے تک اور یہ ۹۰ سال ہیں پس ان کے بعد تغیر آیا ہے اور بدعات کی کثرت ہوئی ہے اس زمانے میں جو کسی سے مخفی نہیں

کشف المشکل من حدیث الصحیحین میں ابن جوزی کا قول ہے

إِن الْإِيمَان ليأرز إِلَى الْمَدِينَة) أَي يجْتَمع إِلَيْهَا بِهجْرَة الْمُهَاجِرين

ایمان مدینہ کی طرف سرکے گا یعنی جمع ہو گا جب مہاجرین (اصحاب رسول) نے اس کی طرف ہجرت کی تھی

یعنی یہ قول دور نبوی میں پورا ہو چکا یا العینی کے بقول اس میں نوے سال کی مدت کا ذکر ہے

مصابیح الجامع از بدر الدین المعروف بالدمامینی، و بابن الدمامینی (المتوفی: 827ھ-) کے مطابق

قال الداودي: كان هذا في حياة النبي – صلى الله عليه وسلم -] (4)، والقَرْن الذي يليه، ومن يليه -أيضاً

الداودی نے کہا ایسا رسول اللہ کی زندگی میں ہوا اور اس قرن میں جو ان کے دور سے ملا ہوا ہے اور وہ جو اس سے ملا ہوا ہے

یعنی الداودی کے بقول اس حدیث کی شرح خیر القرون قرنی والی روایت سے ہوتی ہے یہ وقت گزر چکا

پھر اس پر اور قول بھی ہیں ملا علی القاری نے مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح میں کہا

وَهَذَا إِخْبَارٌ عَنْ آخِرِ الزَّمَانِ حِينَ يَقِلُّ الْإِسْلَامُ، وَقِيلَ: هَذَا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – لِاجْتِمَاعِ الصَّحَابَةِ فِي ذَلِكَ الزَّمَانِ فِيهَا، أَوِ الْمُرَادُ بِالْمَدِينَةِ جَمِيعُ الشَّامِ فَإِنَّهَا مِنَ الشَّامِ خُصَّتْ بِالذِّكْرِ لِشَرَفِهَا، وَقِيلَ: الْمُرَادُ الْمَدِينَةُ وَجَوَانِبُهَا وَحَوَالَيْهَا لِيَشْمَلَ مَكَّةَ فَيُوَافِقَ رِوَايَةَ الْحِجَازِ وَهَذَا أَظْهَرُ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

یہ آخری زمانہ میں ہو گا جب اسلام کی قلّت ہو گی اور کہا گیا کہ دور نبوی میں ہو چکا جب اصحاب رسول اس میں جمع ہوئے یا مدینہ سے مراد ملک شام ہے کیونکہ شام کی فضیلت ہے اور کہا گیا مدینہ کا قرب وجوار ہے اس میں مکہ شامل ہے جو حجاز ہے اور یہ ظاہر ہے واللہ اعلم

مدینہ میں ایمان ہوتا تو ساتویں صدی ہجری میں اس میں جہل کا مظاہرہ نہ ہوتا جس کا ذکر وہابی مفتی بن باز کرتے ہیں

عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (المتوفى: 1420ھ) اپنے فتویٰ جو کتاب فتاوى نور على الدرب ج ۲ ص ۳۳۲ میں چھپا ہے میں گنبد الخضرا پر کہتے ہیں کہ

لا شك أنه غلط منه، وجهل منه، ولم يكن هذا في عهد النبي – صلى الله عليه وسلم – ولا في عهد أصحابه ولا في عهد القرون المفضلة، وإنما حدث في القرون المتأخرة التي كثر فيها الجهل، وقل فيها العلم وكثرت فيها البدع، فلا ينبغي أن يغتر بذلك

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ غلطی ہے اور جہل ہے، اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تھا، نہ ہی صحابہ کے دور میں تھا، نہ ہی قرون اولی میں تھا، اور بے شک اس کو بعد میں آنے والے زمانے میں بنایا گیا جس میں جہل کی کثرت تھی اور علم کی کمی تھی اور بدعت کی کثرت تھی پس یہ جائز نہیں کہ اس سے دھوکہ کھایا جائے

یہ شواہد اشارہ کرتے ہیں کہ ایمان مسجدوں سے نکل گیا اور اب آپ مسجد النبی دیکھ سکتے ہیں جہاں صبح وشام قبر پر ہجوم ہے لوگ حیات النبی کا عقیدہ اور سماع عند القبر کا عقیدہ رکھتے ہیں

راقم کے نزدیک دجال ایک مسلمان ہے جو کعبہ کا طواف کرے گا

مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ؛ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: «أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ. فَرَأَيْتُ رَجُلاً آدَمَ. كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنْ أُدْمِ الرِّجَالِ. لَهُ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَاءٍ مِنَ اللِّمَمِ. قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَاءً. مُتَّكِئاً عَلَى رَجُلَيْنِ، أَوْ عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ. يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟

فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ – ثُمَّ إِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ . أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنَى. كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ. فَسَأَلْتُ: مَنْ هذَا؟

فَقِيلَ: هذَا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ

مالک، نافع سے وہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میں نے رات میں نیند میں کعبہ کے پاس آدمیوں میں سے ایک بہت خوب آدمی دیکھا... دو آدمیوں پر سہارا لئے کعبہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا کون ہے کہا گیا مسیح ابن مریم۔ پھر ایک انگور کی طرح پھولی انکھ سے کانے کو دیکھا جس کے بال گھونگھر والے تھے – پوچھا یہ کون ہے کہا مسیح دجال ہے (موطا امام مالک)

وہ روایات جن میں ہے دجال مکہ میں داخل نہ ہو گا وہ میرے نزدیک شاذ و ضعیف ہیں

دابہ الارض مکہ میں صفا سے نکلے گا-إخبار مكة وما جاء فيها من الأثار از أبو الوليد بالأزرقي (المتوفى: 250ھ-) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عِمْرَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ تَحْتِ الصَّفَا

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو نے کہا دابہ الارض کوہ صفا کی تہہ سے نکلے گا

اس کی سند بطور شاہد صحیح ہے

واختلف في روايته عن عبد الله بن عمرو فقيل لم يسمع منه قلت أخرج له البخاري عنه حديثين

اس میں اختلاف ہے کہ مجاہد کا سماع عبد اللہ بن عمرو سے ہے یا نہیں البتہ امام بخاری نے ان کی روایت صحیح میں لی ہے

اخبار مکہ از أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن العباس المكي الفاكهي (المتوفى: 272ھ-) کی روایت ہے

وَحَدَّثَنَا أَبُو بِشْرٍ قَالَ: ثنا أَبُو شِبْلٍ مُهَنَّا عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ كَرِيزٍ، وَقَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو، رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخَذَ نَعْلَهُ وَقَالَ: " لَوْ شِئْتُ أَنْ لَا أَنْتَعِلَ حَتَّى أَضَعَ رِجْلَيَّ حَيْثُ تَخْرُجُ الدَّابَّةُ مِنْ قِبَلِ أَجْيَادَ مِمَّا يَلِي الصَّفَا

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو نے کہا دابہ الارض ان چٹانوں سے نکلے گا جو کوہ صفا سے ملی ہیں

اس سند میں انقطاع ہے

المقصد العلی فی زوائد ابی یعلی الموصلی از الہیثمی (المتوفى: 807هـ) کی روایت ہے

حَدَّثَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَامِرٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ بِهَذِهِ التَّرْجَمَةِ أَحَادِيثَ يَقُولُ فِيهَا: وَبِهِ فَمِنْهَا: عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: أَلا أُرِيكُمُ الْمَكَانَ الَّذِي قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ دَابَةَ الأَرْضِ تَخْرُجُ مِنْهُ فَضَرَبَ بِعَصَاهُ الشِّقَّ الَّذِي فِي الصَّفَا

ابنِ عُمَرؓ نے کہا میں تم کو مکان دکھا دوں جس کے لئے رسول اللہ نے فرمایا یہاں سے دابہ الارض نکلے گا پس انہوں نے کوہ صفا پر اپنے عصا سے ضرب لگائی

اس کی سند صحیح ہے

یہ اقوال ثابت کرتے ہیں کہ ایمان مکہ میں نہیں ہو گا اسی بنا پر دابہ الارض وہاں سے نکلے گا واللہ اعلم

باب ۲ : کیا امت محمد شرک سے پاک ہے؟

بریلوی کہتے ہیں کہ امت محمد شرک کر ہی نہیں سکتی – لہذا امت اب جو بھی کرے وہ شرک نہیں – بعض دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کے فرقے شرک کرنے سے امت مسلمہ سے خارج ہیں- ان کا یہ قول بریلویوں جیسا ہے کہ امت محمد شرک نہیں کر سکتی - دونوں گروہوں کا مقصد یہی ہے کہ امت محمد شرک نہیں کر سکتی- راقم اس کو رد کرتا ہے

عرف عام میں امت محمد کو مسلمان کہا جاتا ہے ان میں شرک بھی ہو رہا ہے مثلا اللہ نے کہا قوم موسی نے بچھڑے کی پوجا کی –اب ہم بحث کریں کہ اس کو قوم موسی نہ کہا جائے یہودی کہا جائے تو یہ صرف لفظی نزاع ہے-حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اللہ کی مجھے تمہارے بارے میں یہ خوف نہیں کہ تم شرک کرنے لگو گے - اسی طرح حدیث یہ بھی ہے کہ میری امت فرقوں میں بٹ جائے گی یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر و گمراہ فرقوں کو امت میں شمار کیا ہے لہٰذا وہ بنیادی چیزیں جن کا انکار کیا جائے تو اسلام سے خارج ہو جانا ہے ان میں ہے

توحید کا اقرار کہ اللہ ایک ہے اس کی بیوی بیٹی اور بیٹا نہیں ہے – کوئی ہمسر نہیں، کفو نہیں

نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں

قرآن جو ہاتھوں میں ہے آخری الہامی کتاب ہے

اسلام کے ارکان دین کا ظاہر ہیں ان کا مطلق انکار بھی کفر ہے –

اس بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ کافر و مشرک فرقے امت محمد کا ہی حصہ ہیں- اسلام سے خارج نہیں، ایمان سے خارج ہوئے ہیں

ایک حدیث پیش کی جاتی ہے جو سنن ترمذی میں ہے

حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالَقَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا عُتْبَةُ بْنُ أَبِي حَكِيمٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ جَارِيَةَ اللَّخْمِيُّ، عَنْ أَبِي أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ،

ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر پوچھا: اس آیت کے سلسلے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا: کون سی آیت؟ میں نے کہا: آیت یہ ہے: «یا أیھا الذین آمنوا علیکم أنفسکم لا یضرکم من ضل إذا اھتدیتم» انہوں نے کہا: آگاہ رہو! قسم اللہ کی تم نے اس کے متعلق ایک واقف کار سے پوچھا ہے، میں نے خود اس آیت کے سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا، آپ نے فرمایا: "بلکہ تم اچھی باتوں کا حکم کرتے رہو اور بری باتوں سے روکتے رہو، یہاں تک کہ جب تم دیکھو کہ لوگ بخالت کے راستے پر چل پڑے ہیں، خواہشات نفس کے پیرو ہو گئے ہیں، دنیا کو آخرت پر حاصل دی جا رہی ہے اور ہر عقل و رائے والا بس اپنی ہی عقل و رائے پر مست اور مگن ہے تو تم خود اپنی فکر میں لگ جاؤ، اپنے آپ کو سنبھالو، بچاؤ اور عوام کو چھوڑ دو، کیونکہ تمہارے پیچھے ایسے دن آنے والے ہیں کہ اس وقت صبر کرنا (کسی بات پر جمے رہنا) ایسا مشکل کام ہو گا جتنا کہ انگارے کو مٹھی میں پکڑے رہنا، اس زمانہ میں کتاب و سنت پر عمل کرنے والے کو تم جیسے پچاس کام کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا۔ (اس حدیث کے راوی) عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں: عتبہ کے سوا اور کئی راویوں نے مجھ سے اور زیادہ بیان کیا ہے۔ کہا گیا: اللہ کے رسول! (ابھی آپ نے جو بتایا ہے کہ پچاس عمل صالح کرنے والوں کے اجر کے برابر اجر ملے گا تو) یہ پچاس عمل صالح کرنے والے ہم میں سے مراد ہیں یا اس زمانہ کے لوگوں میں سے مراد ہیں؟ آپ نے فرمایا: "نہیں، بلکہ اس زمانہ کے، تم میں سے"۔

امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس کی سند ضعیف ہے – سند میں أبو أمية الشَّعْبانيُّ الدِّمَشْقيُّ. ہے

قال اِبو حاتم: شامیّ جاہلیّ ابو حاتم کہتے ہیں شامی ہے پہلے ایام جاہلیت کو دیکھا ہے

حديث حوض

صحیح بخاری حدیث نمبر: 7048

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ قَالَتْ أَسْمَاءُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «أَنَا عَلَى حَوْضِي أَنْتَظِرُ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ، فَيُؤْخَذُ بِنَاسٍ مِنْ دُونِي فَأَقُولُ أُمَّتِي. فَيَقُولُ لاَ تَدْرِي، مَشَوْا عَلَى الْقَهْقَرَى». قَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ.

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا، کہا ہم سے بشر بن سری نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، ان سے ابن ابی ملیکہ نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قیامت کے دن) میں حوض کوثر پر ہوں گا اور اپنے پاس آنے والوں کا انتظار کرتا رہوں گا پھر (حوض کوثر) پر کچھ لوگوں کو مجھ تک پہنچنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ یہ تو میری امت کے لوگ ہیں۔ جواب ملے گا کہ آپ کو معلوم نہیں یہ لوگ الٹے پاؤں پھر گئے تھے۔ ابن ابی ملیکہ اس حدیث کو روایت کرتے وقت دعا کرتے اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں کہ ہم الٹے پاؤں پھر جائیں یا فتنہ میں پڑ جائیں۔

رسول اللہ کہیں گے یہ میری امت کے لوگ ہیں لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ امتی نہیں ہیں بلکہ ان کی بد عملی کا ذکر کیا جائے گا

Sahih Bukhari Hadees # 6576

وحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ الْمُغِيرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ""أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ وَلَيُرْفَعَنَّ مَعِي رِجَالٌ مِنْكُمْ، ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُونِي، فَأَقُولُ يَا رَبِّ: أَصْحَابِي، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ""، تَابَعَهُ عَاصِمٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، وَقَالَ حُصَيْنٌ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے حوض پر تم سے پہلے ہی موجود رہوں گا اور تم میں سے کچھ لوگ میرے سامنے لائے جائیں گے پھر انہیں میرے سامنے سے ہٹا دیا جائے گا تو میں کہوں گا کہ اے میرے رب! یہ میرے ساتھی ہیں لیکن مجھ سے کہا جائے گا کہ آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا کیا نئی چیزیں ایجاد کر لی تھیں۔ اس روایت کی متابعت عاصم نے ابووائل سے کی، ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

اصحابی سے مراد منافق ہو سکتے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کے تمام منافقین کا علم نہیں تھا سورہ توبہ میں اس کا ذکر آیا ہے

امتی جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات نہیں کی وہ اصحاب رسول نہیں لہذا پہلا قول بھی ممکن ہے کہ حدیث میں اصحابی سے مراد غیر معروف اصحاب رسول ہیں

صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہیں گے

سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي

دور دور ہو جس نے میرے بعد بدلا

صحیح بخاری میں ہے

إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ

یہ اس سے نہیں ہٹے کہ مرتد ہوئے جب اپ نے ان کو چھوڑا

بغوی نے شرح السنہ میں کہا

وَلَمْ يرْتَد أحد بِحَمْد الله من أَصْحَاب النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِنَّمَا ارْتَدَّ قوم من جُفَاة الْعَرَب.

اور الحمد للہ اصحاب میں سے کوئی مرتد نہ ہوا سوائے عربوں کی ایک قوم کے

بخاری کے شاگرد فربری کا کہنا ہے

قال محمدُ بنُ يوسفَ الفِرَبرِيُّ: ذُكِرَ عن أبي عبدِ اللهِ عن قَبيصة قالَ: هُمُ المُرْتَدُّونَ الذين ارتدُّوا على عَهْدِ أبي بكرٍ، فقاتَلَهُم أبو بكرٍ رضي الله عنه

میں نے عبد اللہ سے اس روایت کا ذکر کیا کہا یہ وہ مرتد ہیں جنہوں نے ابو بکر کے دور میں ارتاد کیا تو ابو بکر نے ان سے قتال کیا

مسند البزار میں ہے کہ ابی الدَّرْدَاءِ رضی اللہ عنہ نے اس کو روایت کیا پھر کہا

قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: ادْعُ اللَّهِ أَلا يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ اللہ سے دعا کرو کہ مجھے ان میں سے نہ کرے

مسند الشامیین از طبرانی میں ہے

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ اللَّهَ أَنْ لَا يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ , قَالَ: «لَسْتَ مِنْهُمْ» ,
فَمَاتَ قَبْلَ عُثْمَانَ بِسَنَتَيْنِ

ابو درداء نے کہا دعا کرو اللہ ان میں سے نہ کرے –لوگوں نے کہا اپ ان میں سے نہیں پس ان کی وفات قتل عثمان سے دو سال پہلے ہوئی

اس روایت پر ایک تابعی نے کہا

قَالَ: فَكَانَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ يَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلَى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَتَنَ عَنْ دِينِنَا

اے اللہ ہم پناہ مانگتے ہیں کہ اپنی گردنوں پر پلٹ جائیں اور دین میں فتنہ کا شکار ہوں

کتاب الشریعۃ از اآجُرِّیُّ البغدادی (المتوفى: 360هـ) میں ہے

قَالَ أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: ذَكَرْتُ هَذَا الْحَدِيثَ لِإِبْرَاهِيمَ الْأَصْبَهَانِيِّ فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ , كَتَبَ بِهِ إِلَيْنَا يُونُسُ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ النَّيْسَابُورِيُّ: وَسَمِعْتُ أَبَا إِبْرَاهِيمَ الزُّهْرِيَّ وَذَكَرَ هَذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ: هَذَا فِي أَهْلِ الرِّدَّةِ

ابو بکر نیشاپوری نے کہا ہم نے اس حدیث کا ابراہیم سے ذکر کیا تو کہا عجیب روایت ہے اور انہوں نے یہ یونس کو لکھ بھیجی اور ابو ابراہیم الزہری نے کہا یہ اہل الردہ یعنی مرتدوں کے حوالے سے ہے

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ زَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " لَيَرِدَنَّ عَلَى الْحَوْضِ رِجَالٌ مِمَّنْ صَحِبَنِي وَرَآنِي حَتَّى إِذَا رُفِعُوا إِلَيَّ اخْتُلِجُوا دُونِي فَلَأَقُولَنَّ: رَبِّ , أَصْحَابِي , فَلَيُقَالَنَّ: إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ "

میرے اصحاب میں سے مرد جنہوں نے مجھے دیکھا اور صحبت اختیار کی ہو گی میرے حوض پر لائے جائیں گے

راقم کے نزدیک سند منقطع ہے حسن نے ابی بکرہ سے سماع نہیں کیا البتہ امام بخاری کے مطابق حسن بصری کا ابی بکرہ سے سماع ہے

بخاری و مسلم میں اسی حدیث میں الفاظ یہ بھی ہیں إِنَّهُمْ مِنِّي یہ مجھ سے ہیں یعنی میرے رشتہ دار ہیں

جن احادیث میں مجھ میں سے ہیں اتا ہے اس میں مراد خاندان نبوی کے افراد لئے جاتے ہیں۔

روایت میں الفاظ امتی بھی ہیں یعنی تمام امت میں کوئی بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی

اصحاب رسول اس روایت سے خوف کھاتے

محدثین کہتے یہ مرتدوں کے لئے ہے

مراد منافقین بھی ہو سکتے ہوں

خاندان نبوی کے افراد بھی لئے جا سکتے ہیں

یہ تمام احتمالات ممکن ہیں۔ اللہ سے دعا کریں ہم ان میں سے نہ ہوں

باب ۳ : رسول اللہ مشرک کی شفاعت کریں گے

کہا جاتا ہے کہ صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم مشرک ابو طالب کی بھی شفاعت کریں گے – لہذا اگر امت شرک بھی کر بیٹھے تو بھی شفاعت رسول اللہ کی حق دار ہو گی - راقم کہتا ہے یہ ثابت نہیں ہے

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ، فَقَالَ: “”لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ””.حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيدَ بِهَذَا، وَقَالَ: “”تَغْلِي مِنْهُ أُمُّ دِمَاغِهِ””.

انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کے چچا کا ذکر ہو رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”شاید قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا۔“ ہم سے ابراہیم بن حمزہ نے بیان کیا، کہا ہم سے ابن ابوحازم اور دراوردی نے بیان کیا یزید سے اسی مذکورہ حدیث کی طرح، البتہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ابوطالب کے دماغ کا بھیجہ اس سے کھولے گا۔

روایت کے متن میں شَفَاعَتِی يَوْمَ الْقِيَامَةِ کا ذکر ہے یعنی روز محشر شفاعت کرنا

سند میں یزید بن عبد اللہ بن اسامة بن الہاد ہے جو ثقہ ہیں
سند صحیح ہے متن عجیب ہے

یہ حدیث دلیل ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرک کی شفاعت کریں گے

قال الحافظ في "الفتح" 7/196: في الحديث جواز زيارة القريب المشرك وعيادته، وأن التوبة مقبولة ولو في شدة مرض الموت حتى يصل إلى المعاينة فلا يقبل، لقوله تعالى: {فلم يَكُ ينفعهم إيمانهم لمّا رأوا بأسنا} ، وأن الكافر إذا شهد شهادة الحق نجا من العذاب لأن الإسلام يجبُّ ما قبله، وأن عذاب الكفار متفاوت، والنفع الذي حصل لأبي طالب من خصائصه ببركه النبي – صلى الله عليه وسلم.-

ابن حجر کا کہنا ہے کفار کی شفاعت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے خصائص ہیں

غور طلب ہے کہ مشرک اللہ کا باغی ہوتا ہے اگر بادشاہ کے سامنے کوئی باغی کا دفاع کرے تو بادشاہ خوش ہو گا یا ناراض؟ راقم کو اس روایت کا متن کبھی سمجھ نہیں آیا

ہمیں معلوم ہے کہ اللہ کے باغی کی شفاعت کرنے پر نوح علیہ السلام کو تنبیہ کی گئی تھی- رب تعالی نے فرمایا
قَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ ۖ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ

فرمایا اے نوح تیرا بیٹا، تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے ، یہ غیر صالح عمل کی پیداوار ہے

پس مجھ سے وہ سوال مت کرو جس کا تم کو علم نہیں ، میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم جاہلوں میں مت بنو

باب ۴ : اتمام حجت کون کرے گا؟

بعض لوگوں نے موقف اختیار کیا کہ وہ حق واضح کر کے اتمام حجت کر رہے ہیں – راقم کہتا ہے اتمام حجت قرآن سے ہو چکا ہے، قرآن کی دنیا میں موجودگی کی وجہ سے اتمام حجت مسلسل ہو رہا ہے - جس نے قرآن سے دلیل لی تو قرآن حجت ہے لیکن کسی فرد کا یہ دعوی کہ وہ اتمام حجت کر رہا ہے درست موقف نہیں ہے

اتمام حجت لغوی طور پر ہے دلیل مکمل ہونا ہے –اصطلاحا اس کا ذکر انبیاء و رسل کے حوالے سے ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی قوموں پر اتمام حجت کر دیا اور اس کے بعد ان کی قوم یا تو ایمان لائی یا فنا ہو گئی - یہ اللہ کی سنت ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے اس کا ذکر قرآن میں کیا گیا ہے کہ عذاب کا عمل اس وقت تک نہیں ہوتا جب تک انبیاء اپنی قوموں کے بیچ ہوتے ہیں اور اس میں آسمانی عذاب یا زمینی جنگ سب ہو سکتا ہے-

سورہ فاطر میں ہے

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَى مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا (42) اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (43) أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا

اب اس سے منسلک بعض اور مباحث بھی ہیں- وره الاسراء میں ہے

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا

اور ہم عذاب نہیں کرتے یہاں تک نہ رسول نہ بھیج دیں

اول: بعض انبیاء کی قوموں کو معدوم کر دیا گیا کہ ان کی خبر تک نہیں کیونکہ وہ بیشتر کافر تھیں - وہ قومیں جو مکمل معدوم ہو گئیں وہ وہ تھیں جن میں ایمان والے صرف چند لوگ تھے مثلا قوم نوح یا قوم ثمود یا عاد مکمل تباہ ہو گئیں- ان پر عذاب شدید آیا جس نے ان کی نسل کاٹ دی- قرآن میں اس کو جڑ کاٹنا کہا گیا ہے— سوره الانعام میں ہے

فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

پس ہم نے اس ظالموں کی قوم کی جڑ کاٹ دی اور تمام تعریف عالموں کے رب کی ہے

دوم: بعض انبیاء کی قوموں کو باقی بھی رکھا گیا مثلا بنی اسرائیل انبیاء کا قتل کرتے رہے لیکن باقی رہے کیونکہ ان میں ربانیین موجود تھے جو اللہ کی مغفرت طلب کرتے رہے- بنی اسرائیل کو باقی رکھا گیا کیونکہ یہ حامل کتاب اللہ قومیں تھیں ان میں تمام کافر نہ تھے مومن بھی تھے- بنی اسرائیل معدوم نہ ہوئے لیکن اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے - ان پر عذاب ان پر آیا جس میں ان کو غلام بنا لیا گیا

بعض لوگوں نے تطبیق کے لئے یہ رائے اختیار کی کہ نبی اور رسول میں فرق ہے— لیکن راقم اس رائے سے متفق نہیں ہے

حجت کیا ہے؟

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ (82) وَتِلْكَ حُجَّتُنا آتَيْناها إِبْراهِيمَ عَلى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجاتٍ مَنْ نَشاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ

جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں شرک نہیں ملایا انہیں کے لیے امن ہے اور وہی راہ راست پر ہیں۔

[سورۃ الأنعام (6) : آیۃ ۸۲]

دعوت اس طرح دی جائے کہ صحیح و غلط عقائد کا فرق واضح ہو جائے اور مخالف کا عقیدہ مشرکانہ ثابت ہو جائے تو یہ حجت ہے –مثلا ظلم یا شرک ، مشرک قوموں نے کیا لیکن اس کو گناہ سمجھتے ہوئے نہیں بلکہ نیکی سمجھتے ہوئے -اس میں انبیاء ورسل اور فرشتوں کا وسیلہ لینے والے مشرکین مکہ ہوں یا کواکب پرست ابراہیم علیہ السلام کی قوم ہو-ان سب پر اتمام حجت ہوا اور دلیل سے ثابت کیا گیا کہ یہ شرک کر رہے ہیں جو قوم مان بھی گئی اس کے بعد انہوں نے اس کو چھوڑا نہیں بلکہ توجیہ کی -آپ نے پڑھا ہو گا جب ابراہیم علیہ السلام نے تمام اصنام کو توڑ کر ایک صنم چھوڑ دیا اور قوم سے کہا اس سے کلام کرو تو اس وقت کا سورہ انبیاء میں اس طرح ذکر ہے

قَالَ بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هَذَا فَاسْأَلُوهُمْ إِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ (63) فَرَجَعُوا إِلَى أَنْفُسِهِمْ فَقَالُوا إِنَّكُمْ أَنْتُمُ الظَّالِمُونَ

کہا یہ ان بتوں کے سب سے بڑے بت کا کام ہے ، اس سے پوچھو اگر یہ جواب دے ، پس وہ اپنے نفس کی طرف پلٹے اور (ایک دوسرے کو) کہنے لگے تم لوگ ظالم ہو

قوم مان گئی کہ وہ مشرک ہے- یہ اتمام حجت ہوا- یہ ابراھیم علیہ السلام نے کیا

یہی اتمام حجت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ والوں پر کیا- مشرکین نے اقرار کیا (سورہ الزمر)

أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۚ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ

ہم ان کی عبادت اس لئے کر رہے ہیں کہ قرب الہی حاصل ہو- یہ اتمام حجت ہوا- انبیاء نے مخالف کو مشرک ثابت کر دیا جس کا اقرار قوم نہیں کر رہی تھی

یہاں اصطلاحات کو سمجھنا ضروری ہے –انبیاء کو ان کو قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے –قوم میں سب کافر ہوتے ہیں پھر کچھ ایمان لاتے ہیں جو ایمان لاتے ہیں وہ قوم نہیں امت کہلاتے ہیں-اتمام حجت قوم پر ہوتا ہے امت پر نہیں-

امت سے مراد اہل قبلہ ہیں جن میں مسلمانوں کے تمام فرقے آتے ہیں لیکن ان میں بھی وقت کے ساتھ شرک کی تحلیل ہو جاتی ہے لہذا امت موسی میں آج یہودی ہیں اور امت عیسیٰ میں آج نصرانی ہیں اور امت محمد میں اس کے تمام فرقے ہیں- اتمام حجت انبیاء کر چکے اپنی اپنی قوموں پر اور قرآن کتاب اللہ سے انسانیت پر اب قیامت تک کے لئے اتمام حجت ہو چکا- حق ہم تک آ گیا ہے لہذا اب ہم قرآن پڑھیں گے اور دیکھیں گے کہ صحیح عقیدہ کیا ہے- کیا کوئی غلط عقیدہ تو اختیار نہیں کر رکھا –یہ اتمام حجت نہیں اصلاح عقائد ہے

سورہ انبیاء میں ہے

قُلْ فَلِلّـٰهِ الْحُجَّةُ الْبَالِغَةُ ۖ فَلَوْ شَآءَ لَـهَدَاكُمْ اَجْـمَعِيْنَ (149)

کہہ دو پس اللہ کی حجت پوری ہو چکی، سو اگر وہ چاہتا تو تم سب کو ہدایت کر دیتا۔

قرآن میں ربانی اہل کتاب کا ذکر ہے یہ انبیاء نہیں تھے- دور فترت میں جب کوئی نبی نہیں تھا یعنی عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہما کے درمیان کا دور تھا-اس وقت لوگ توریت و انجیل اگرچہ تبدیل شدہ تھی لیکن غور سے پڑھنے کی وجہ سے وہ صحیح عقیدہ رکھتے تھے جان چکے تھے کہ دین حق کو کہاں تبدیل کر دیا گیا ہے

ایک روایت میں ہے کہ قرآن تیرے لئے حجت ہے

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا أَبَانُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، أَنَّ زَيْدًا، حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَّامٍ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ،

وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ – أَوْ تَمْلَأُ – مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالصَّلَاةُ نُورٌ، وَالصَّدَقَةُ بُرْهَانٌ وَالصَّبْرُ ضِيَاءٌ، وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ، كُلُّ النَّاسِ يَغْدُو فَبَايِعٌ نَفْسَهُ فَمُعْتِقُهَا أَوْ مُوبِقُهَا»

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ الحمد للہ ترازو کو بھر دیتا ہے۔ سبحان اللہ اور الحمد للہ آسمانوں سے زمین تک کی وسعت کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے۔ صدقہ دلیل ہے۔ صبر روشنی ہے۔ قرآن تمہارے حق میں یا تمہارے خلاف حجت ہے ہر انسان دن کا آغاز کرتا ہے تو (کچھ اعمال کے عوض) اپنا سودا کرتا ہے، پھر یا تو خود آزاد کرنے والا ہوتا ہے خود کو تباہ کرنے والا۔

یہ روایت ضعیف ہے سند میں سلام بن إبي سلام : ممطور، الحبشي الشامی ہے جس کو مجھول کہا جاتا ہے اور اسکا سماع ابی مالک رضی اللہ عنہ سے نہیں ہے۔ ممطور إبو سلام الحبشي روى عن حذيفة وإبي مالك الأشعري وذلك في صحيح مسلم وقال الدارقطني لم يسمع منهما دار قطنی کہتے ہیں اس کا سماع نہیں ہے

البتہ یہ متنا صحیح ہے انسانیت پر کتاب اللہ کی بنا پر حجت تمام ہو چکی جو آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے

افسوس مسلک پرستوں نے قرآن کے خلاف موقف گھڑ لیا ہے کہ اتمام حجت افراد کا کام ہے - صرف آسمان سے کتاب اللہ نازل ہونے پر اتمام حجت نہیں ہوا ہے- ابن تیمیہ کا قول مبشر نے اپنی کتاب میں درج کیا ہے-

”من كان مومنا بالله ورسوله مطلقا ولم يبلغه من العلم ما يبين له الصواب فانه لا يحكم بكفره حتى تقوم عليه الحجة التى من خالفها كفر إذ كثير من الناس يخطىء فيما يتأوله من القرآن ويجهل كثيرا مما يرد من معانى الكتاب والسنة والخطأ والنسيان مرفوعان عن هذه الأمة والكفر لا يكون إلا بعد البيان.“

[مجموع الفتاوى لابن تيميه : ١٢/ ٥٢٣ـ ٥٢٤]

”جو شخص مطلق طور پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان رکھتا ہو اور اس کے پاس وہ علم نہیں پہنچا جو اس کے لیے راہِ صواب کو کھول کر واضح کر دے، اس پر تب تک کفر کا حکم نہیں لگایا جائے گا جب تک اس پر وہ حجت قائم ہو جائے جس کی مخالفت کرنے والا کافر ہوتا ہے۔ بہت سارے لوگ قرآن کی تاویل میں خطا کر جاتے ہیں اور کتاب وسنت کے بہت سارے معانی سے جاہل ہوتے ہیں اور خطا ونسیان دونوں اس امت سے اٹھا دیے گئے ہیں اور کفر کا حکم، بیان وتوضیح کے بعد ہی ہوتا ہے۔“

یعنی اگر کوئی شخص قرآن نہ پڑھے اور کفر کرتا رہے یا قبر پرستی کو تاویلات کرکے جائز قرار دے دے تو بھی وہ مشرک نہیں ہو گا۔ ابن تیمیہ کے قول کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن کی تبین کے باوجود ایسا شخص مشرک نہیں ہو گا، وہ مشرک اس وقت ہو گا جب علماء اس کو مشرک کہیں - یہ بے سروپا قول ہے کیونکہ کفر کا حکم آٹو میٹک لگتا ہے اور قرآن میں ہے کہ عمل حبط ہو جاتا ہے

أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لا تَشْعُرُونَ

تمہارا عمل حبط ہو جائے اور تم جانتے بھی نہ ہو

اتمام حجت علماء نہیں کرتے — اتمام حجت انبیاء کرتے ہیں اور انسانیت پر کر چکے لہٰذا جس کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہو اس کو تنبہ کی جائے اور اگر یہ کوئی وفات شدہ عالم ہے تو اس کو طاغوت قرار دے کر، نہ سمجھوں کے لئے تبین و وضاحت کی جائے گی۔

مبشر احمد ربانی لکھتے ہیں

200 مسئلہ تکفیر اور اسکے اصول و ضوابط

اس مفہوم کی بے شمار آیات ہیں، اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے پوچھے گا کہ کیا تمھارے پاس میرے رسول نہیں آئے تھے؟ جس کا وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ارسالِ رسل اور انزالِ کتب کے بغیر وہ کسی کو عذاب نہ دے گا۔ تاہم اگر قوم یا کسی فرد تک اس کا پیغام نہیں پہنچا تو قیامت والے دن کسی کے ساتھ ظلم نہ ہوگا، اسی طرح بہرا، پاگل، فاتر العقل اور زمانہ فترت یعنی دونبیوں کے درمیانی زمانہ میں فوت ہونے والوں کا مسئلہ ہے۔ ان کی بابت بعض روایات میں آتا ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف فرشتے بھیجے گا اور وہ انھیں کہیں گے کہ جہنم میں داخل ہو جاؤ اگر وہ اللہ کے حکم کو مان کر جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو جہنم ان کے لیے گل وگلزار بن جائے گی بصورت دیگر انھیں گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ ملاحظہ ہو: سورۂ ملک (۸،۹)، الزمر (۷۱)، فاطر (۳۷)۔

راقم کہتا ہے یہ اقتباس تکفیر کے حوالے سے لکھنا بے کار ہے کیونکہ اصل بحث اہل قبلہ کی تکفیر پر ہے جن پر اتمام حجت بعثت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہو چکی ہے۔ ہم جس قوم کی بات کر رہے ہیں وہ کلمہ گو ہے لیکن قبر پرست، پیر پرست، عرض عمل کا عقیدہ رکھتی ہے۔ ان علماء کی غلطی یہ ہے کہ یہ اتمام حجت کو علماء کا کام سمجھ رہے ہیں جبکہ اتمام حجت تو الوحی کے نزول اور اس کی حفاظت کی وجہ سے قیامت تک کے لئے ہو چکا۔ اس لئے یہ سمجھنا کہ جس کو علم نہ ہوا یا جس کو خبر نہ پہنچی اس پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا تو یہ قرآن میں موجود نہیں ہے۔ راقم کہتا ہے اللہ کا رسول آ چکا ہے اس کا نام محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس نبی و رسول نے حجت تمام کر دی ہے

کہنے والے نے کہا اگر اتمام حجت قرآن سے ہو چکا ہے تو عذاب کیوں نہیں آتا؟ للہ تعالی کا فرمان ھے۔

سورۃ بنی اسراءیل 15 : 17

مَنِ اہۡتَدٰی فَاِنَّمَا یَہۡتَدِیۡ لِنَفۡسِہٖ ۚ وَ مَنۡ ضَلَّ فَاِنَّمَا یَضِلُّ عَلَیۡہَا ؕ وَ لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزۡرَ اُخۡرٰی ؕ وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیۡنَ حَتّٰی نَبۡعَثَ رَسُوۡلًا ۱۵

جو راہ راست حاصل کر لے وہ خود اپنے ہی بھلے کے لئے راہ یافتہ ہوتا ہے اور جو بھٹک جائے اس کا بوجھ اسی کے اوپر ہے ، کوئی بوجھ والا کسی اور کا بوجھ اپنے اوپر نہ لادے گا اور ہماری سنت نہیں کہ رسول بھیجنے سے پہلے ہی عذاب کرنے لگیں ۔

اور فرمایا

سورۃالنساء 4 : 165

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۱۶۵

ہم نے انہیں رسول بنایا ہے خوشخبریاں سنانے والے اور آگاہ کرنے والے تاکہ لوگوں کی کوئی حجت اور الزام رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالٰی پر رہ نہ جائے اللہ تعالٰی بڑا غالب اور بڑا باحکمت ہے ۔

اور فرمایا

سورۃالقصص 28 : 59

وَ مَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْۤ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَ مَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰۤى اِلَّا وَ اَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۵۹

تیرا رب کسی ایک بستی کو بھی اس وقت تک ہلاک نہیں

راقم کہتا ہے اس کو غور سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اتمام حجت ہم یا آپ یا علماء نہیں کرتے ۔اتمام حجت کی جو آیات یہاں ذکر کی گئی ہیں وہ انبیاء کا فریضہ ہے ان کو بالکل حق کی تائید الوحی سے حاصل ہوتی ہے لہذا ان کی اقوام پر ان انبیاء کی زندگی میں اتمام حجت کیا گیا

بعد والے جو انبیاء کے متبع ہیں ان میں اتمام حجت اگرچہ لکھ دیا جاتا ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں۔ قرآن میں اللہ کی سنت کا چار مرتبہ ذکر ہے کہ اس میں تبدیلی نہیں کی جاتی اور یہ خاص اسی اتمام حجت سے متعلق ہیں کہ جب اتمام حجت ہو جاتا ہے اور قوم ایمان نہیں لائی ہوتی تو اس کو نیست و نابود کر دیا جاتا ہے یہ اللہ کی سنت ہے جس میں تبدیلی نہیں ہے سوائے قوم یونس کے معاملے کے

یہاں ان آیات کا مدعا مشرکین عرب سے متعلق ہے کہ اگر انہوں نے رسول اللہ کا انکار کیا تو ان پر سنت اللہ لگ جائے گی کہ ان کو معدوم کر دیا جائے گا۔ اتمام حجت کے بعد مشرکین مکہ ایمان لے آئے ، عذاب سے بچ گئے

باب ۵ : فہم الحجہ کی شرط

سلفی علماء کا موقف ہے کہ جس شخص کو مکمل فہم نہیں مثلا عربی نہیں آتی اس پر اتمام حجت نہیں ہو سکتا اور وہ مومن ہے – راقم اس موقف کو رد کرتا ہے - یہاں ان کی پیش کردہ تلبیسات کا جائزہ لیا جائے گا

بعض لوگوں کے تضادات میں سے ہے کہ انہوں نے اتمام حجت کو فہم حجت سے منسلک کر دیا ہے کہ اگر کسی عجمی (غیر عرب) کو قرآن تک پہنچ جائے اور حدیث رسول بھی مل جائے تو بھی کافر نہیں ہو گا کیونکہ اس پر فہم الحجہ کی شرط پوری نہیں ہوئی یعنی اس کو سمجھ نہیں آئے گا کہ یہ عربی کا قرآن کیا کہہ رہا ہے-

دوسری طرف حدیث ہے

حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا يُونُسَ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ، وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ،إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ»

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے

اس زمانے کا کوئی یہودی یا نصرانی میرا حال سنے پھر ایمان نہ لائے اس پر جس کو میں دے کر بھیجا گیا ہوں تو جہنم میں جائے گا

قاضی عیاض اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ھے کہ جو آدمی زمین کے اطراف وجوانب اور الگ الگ سمندری جزیروں میں رہتا ھے اور اسے اسلام کی دعوت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا امر نہیں پہنچا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانے کا حرج وگناہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ اس سے ساقط ھو جاتا ھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان جو میرے بارے میں نہیں سنتا۔۔۔

ایک صاحب نے لکھا

قیام حجت کے ساتھ ایک اور اہم بات فہم الحجۃ بھی ھے۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین اگر کسی شخص تک پہنچ جائیں تو قیام حجت کے لئے یہی کافی ھے لیکن یاد رہے کہ دلائل کے معانی سمجھنا اور جاننا لازمی ہیں۔ کسی عجمی پر جو عربی لغت سے نابلد اور ناواقف ھے محض آیات قرآنیہ کی تلاوت اور احادیث نبویہ کی قرات کافی نہیں ھو گی کیونکہ وہ ان کے معانی سے ناواقف ھے اسے اس کی زبان میں وضاحت کرکے سمجھانا ضروری ھے۔

راقم کہتا ہے فہم حجہ کی شرط پر تو دور النبوی تک کے تمام یہود و نصرانی نہیں اترتے۔ یہود کی اکثریت عراق میں فارس میں آباد تھی ان میں دور نبوی میں کثیر تعداد جنگ میں مر رہی تھی ان پر اتمام حجت اور فہم حجت نہ ہوا لیکن اللہ نے تمام یہود پر عذاب مسلط کرے رکھا تھا۔

فہم الحجہ کی شرط کو بیان کرنے والے یہ کہہ رہے ہیں کہ رومیوں اور فارسیوں پر اتمام حجت قرآن سے نہ ہو سکا کیونکہ یہ دونوں عربی نہیں بولتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خط ان کے بادشاہوں کو لکھے لہٰذا عوام کو تو معلوم ہی نہ ہوا ہو گا کہ کس نے خط لکھا اس میں کیا لکھا گیا۔ لہٰذا ان مولویوں کے اقوال کی روشنی میں ثابت ہوا کہ رومیوں اور فارسیوں پر نہ فہم الحجہ ہوا نہ اتمام الحجہ ہوا

نتیجہ یہ نکلا کہ خواہ مخواہ اصحاب رسول نے رومیوں اور فارسیوں سے جنگ کی جبکہ ان پر نہ حجت تمام ہوئی نہ اس کا فہم۔ وھذا باطل

لا علمی میں کفر پر کفر کا فتوی نہیں لگے گا؟

کہا جاتا ہے سنن ابن ماجہ میں ہے

امام ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ حضرت معاذ جب شام سے تشریف لائے تو انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا. تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ماہذا یا معاذ“

معاذ یہ کیا ہے، تو آپ نے عرض کی یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شام سے آیا ہوں چنانچہ میں نے دیکھا کہ وہ اپنے اساقف (19) اور بطرقوں کو سجد کرتے ہیں تو میرے جی میں بھی آیا کہ ہم بھی آپکے لئے ایسا کریں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”فلا تفعلوا فانی لو کنت آمراً احداً ان یسجد لغیر اللہ لامرت المراۃ ان تسجد لزوجہا“ (20)

ترجمہ

بس تم ایسا نہ کروا گر میں کسی کو اللہ تعالی کے علاوہ سجدے کا حکم دیتا تو یقیناً عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے ”

یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا کفر ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ باور کرایا کہ سجدہ کرنا عبادت ہے اور یہ اللہ تعالی کے سوا کسی اور کیلئے جائز نہیں مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کفر وارتداد کا حکم نہیں لگایا

راقم کہتا ہے یہ روایت تمام سندوں میں اضطراب کی بنا پر منکر ہے

شعیب الأرنؤوط کا اس روایت پر حکم ہے إسناد ضعيف لاضطرابه

مبشر احمد ربانی اس روایت کو دلیل بنا کر کتاب تکفیر میں لکھتے ہیں

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تکفیر نہ کی بلکہ ان کو سمجھایا کہ سجدہ صرف اور صرف اللہ کے لیے ہے، غیر اللہ کے لیے سجدہ جائز نہیں ہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے کہا:

« لَمَّا قَدِمَ مُعَاذٌ مِنَ الشَّامِ، سَجَدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ، قَالَ : مَا هَذَا يَا مُعَاذُ؟ قَالَ : أَتَيْتُ الشَّامَ، فَوَافَقْتُهُمْ يَسْجُدُوْنَ لِأَسَاقِفَتِهِمْ وَبَطَارِقَتِهِمْ، فَوَدِدْتُ فِي نَفْسِي أَنْ نَفْعَلَ ذٰلِكَ بِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ : فَلَا تَفْعَلُوا، فَإِنِّي لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِغَيْرِ اللّٰهِ، لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا، وَالَّذِي نَفْسُ

مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتَّى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا، وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلَى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ » [ابن ماجه، كتاب النكاح، باب ماحق الزوج على المرأة : ١٨٥٣]

''جب معاذ رضی اللہ عنہ شام سے واپس آئے تو انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے معاذ! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا: میں شام گیا تو میں نے دیکھا کہ وہ لوگ اپنے پادریوں اور سرداروں کو سجدہ کرتے ہیں، تو مجھے اپنے دل میں یہ بات اچھی لگی کہ ہم لوگ آپ کے ساتھ ایسا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ایسا نہ کرو، اگر میں کسی کو اللہ کے سوا کے لیے سجدہ کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کیا کرے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! عورت اپنے رب کا حق تب تک ادا نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے شوہر کا حق ادا نہ کرے اور اگر شوہر اس سے خواہش کا اظہار کرے اور وہ اونٹ کے کجاوے پر بیٹھی ہو تو بھی اسے انکار نہ کرے۔''

قاضی شوکانی رحمہ اللہ سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ والی مذکورہ حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"وفی هذا الحديث دليل على أن من سجد جاهلا لغير الله لم يكفر." [نيل الأوطار : ٣٤١/١٢، بتحقيق محمد صبحى بن حسن حلاق، ط۔ دار ابن الجوزى]

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ جس آدمی نے جہالت کی وجہ سے غیر اللہ کو سجدہ کیا وہ کافر نہیں ہوا۔''

راقم کہتا ہے اصحاب رسول کبھی بھی غیر اللہ کو سجدہ نہیں کر سکتے اور یہ قول شوکانی کی حماقت ہے۔روایت مضطرب ہے۔اس سے دلیل نہیں لی جا سکتی۔ اسی طرح صحیح مسلم کی ایک حدیث پر نکتہ سنجی بھی کی گئی

اسی طرح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ » [مسلم، كتاب الايمان، باب الايمان برسالة

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نبينا محمد ﷺ...... : ١٥٣/٢٤۔ مسند أحمد : ٥٢٢/١٣، ح : ٨٢٠٣، ٢٦١/١٤، ٨٦٠٩۔ مسند أبي عوانة : ١٠٤/١۔ شرح السنة للبغوي : ٥٦۔ كتاب الأيمان لابن مندة : ٤٠١]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! نہیں سنتا میرے بارے میں کوئی بھی اس امت میں سے خواہ وہ یہودی ہے یا عیسائی پھر مر جاتا ہے اور جو کچھ مجھے دے کر بھیجا گیا اس پر ایمان نہیں لاتا مگر وہ آگ والوں میں سے ہوگا۔''

اس حدیث میں ہے کہ لایسمع بی میرے بارے میں نہیں سنا

راقم کہتا ہے سورہ البینہ یہاں پر دلیل ہے کہ اگر رسول آ جائے اور آیات پڑھ دے تو پھر اہل کتاب کے پاس کوئی گنجائش نہیں رہی کہ اب وہ قرآن سنیں یا نہ سنیں ان کو رسول کے آ جانے کی خبر ہو چکی ہے اور اب اہل کتاب میں سے کوئی نہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جانتا ہو۔ قرآن کے مطابق موجودہ اہل کتاب پر تو اتمام حجت ہو گیا۔ لیکن فرقے کہہ رہے ہیں امت مسلمہ کے بد عقیدہ گروہوں پر نہیں ہوا؟ یہ کیسے ممکن ہے۔۔کتنا بڑا تضاد ہے

مبشر ربانی اس حوالے سے لکھتے ہیں

قاضی عیاض اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وجزائر البحر المقطعة ممن لم تبلغه دعوة الإسلام ولا أمر النبي صلى الله عليه وسلم أن الحرج عنه في عدم الإيمان به ساقط لقوله : لا يسمع بي." [إكمال المعلم بفوائد مسلم : ١/٤٦٨ طـدار الوفاء]

''اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ جو آدمی زمین کے اطراف و جوانب، اور الگ الگ سمندری جزیروں میں رہتا ہے اور اسے اسلام کی دعوت اور نبی ﷺ کا امر نہیں پہنچا تو آپ پر ایمان نہ لانے کا حرج و گناہ آپ کے اس فرمان کی وجہ اس سے ساقط ہو جاتا ہے کہ آپ کے اس فرمان: ''جو میرے بارے میں نہیں سنتا......''

راقم کہتا ہے یہ قول قرآن سورہ البینہ کے تحت درست نہیں ہے

كتاب الله غائب ہو جائے گی ؟

سنن ابن ماجہ کی ایک روایت

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَدْرُسُ الْإِسْلَامُ كَمَا يَدْرُسُ وَشْيُ الثَّوْبِ، حَتَّى لَا يُدْرَى مَا صِيَامٌ، وَلَا صَلَاةٌ، وَلَا نُسُكٌ، وَلَا صَدَقَةٌ، وَلَيُسْرَى عَلَى كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلَةٍ، فَلَا يَبْقَى فِي الْأَرْضِ مِنْهُ آيَةٌ، وَتَبْقَى طَوَائِفُ مِنَ النَّاسِ، الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْعَجُوزُ، يَقُولُونَ: أَدْرَكْنَا آبَاءَنَا عَلَى هَذِهِ الْكَلِمَةِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَنَحْنُ نَقُولُهَا"، فَقَالَ لَهُ صِلَةُ: مَا تُغْنِي عَنْهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَهُمْ لَا يَدْرُونَ مَا صَلَاةٌ، وَلَا صِيَامٌ، وَلَا نُسُكٌ، وَلَا صَدَقَةٌ؟ فَأَعْرَضَ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ رَدَّهَا عَلَيْهِ ثَلَاثًا، كُلَّ ذَلِكَ يُعْرِضُ عَنْهُ حُذَيْفَةُ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِ فِي الثَّالِثَةِ، فَقَالَ: يَا صِلَةُ تُنْجِيهِمْ مِنَ النَّارِ، ثَلَاثًا.

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام ایسا ہی پرانا ہو جائے گا جیسے کپڑے کے نقش و نگار پرانے ہو جاتے ہیں، حتیٰ کہ یہ جاننے والے بھی باقی نہ رہیں گے کہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ وزکاۃ کیا چیز ہے؟ اور کتاب اللہ ایک رات میں ایسی غائب ہو جائے گی کہ اس کی ایک آیت بھی باقی نہ رہ جائے گی ، اور لوگوں کے چند گروہ ان میں سے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں باقی رہ جائیں گے، کہیں گے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہ کلمہ «لاإله إلا الله» کہتے ہوئے پایا، تو ہم بھی اسے کہا کرتے ہیں

صِلَةُبْنُ زُفَرٍ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: جب انہیں یہ نہیں معلوم ہو گا کہ نماز، روزہ، قربانی اور صدقہ وزکاۃ کیا چیز ہے تو انہیں فقط یہ کلمہ «لاإله إلا الله» کیا فائدہ پہنچائے گا؟ تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ان سے منہ پھیر لیا، پھر انہوں نے تین بار یہ بات ان پر دہرائی لیکن وہ ہر بار ان سے منہ پھیر لیتے، پھر تیسری مرتبہ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے صلہ ! یہ کلمہ ان کو جہنم سے نجات دے گا، اس طرح تین بار کہا

یہ روایت منکر ہے کیونکہ قرآن کی حفاظت کی ذمہ دار اللہ تعالی کی ہے اور اس کا مخلوق میں سے غائب ہوا مخلوق پر حجت کا ختم ہونا ہے جو ممکن نہیں ہے

صحیح مسلم میں ہے

و القرآن حجة لك أو عليك

قرآن یا تو تمھارے لئے دلیل ہے یا تمھارے خلاف دلیل ہے

قرآن حجت ہے اور مخلوق پر حجت باقی رہے گی

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّـٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ۚ وَكَانَ اللّـٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (165)

(ہم نے بھیجے) پیغمبر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تاکہ ان لوگوں کا اللہ پر پیغمبروں کے بعد الزا م نہ رہے، اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔